47

تمام مخلوق ایک دوسرے سے وابستہ ہے

(فرمودہ ۱۸- مارچ ۱۹۳۲ء)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس قدر طاقتیں دے کر بھیجا ہے کہ ان کا شکریہ ادا کرنا تو بڑی بات ہے۔ اب تک انسان ان کا اندازہ بھی نہیں لگا سکا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات جس رنگ میں اور جہاں بھی دنیا میں ظاہر ہوں وہ در حقیقت دنیا کے ہر شخص کے ساتھ تعلق رکھتی اور اس کے فائدہ کا موجب ہوتی ہیں۔ ہزاروں لاکھوں میل پر ایک چھوٹی سی مکھی یا چیونٹی یا کیڑا خواہ وہ ہوائی ہی کیوں نہ ہو اگر اللہ تعالیٰ کی ربوبیت سے فائدہ اٹھاتا ہے تو ساتھ ہی اس کا فائدہ ایک دوسرے انسان کو جو ہزاروں میل پر اور بظاہر اس سے بالکل بے تعلق ہوتا ہے' ضرور پہنچ جاتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ہمیں کبھی بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا نہ سکھایا جاتا۔ امریکہ کی ایک چیونٹی پر خدا تعالیٰ کی جو ربوبیت کی صفت ظاہر ہوتی ہے اس کا اگر میرے ساتھ کوئی واسطہ نہیں تو کیا وجہ ہے کہ میں قادیان میں بیٹھا ہوا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۱ کہتا ہوں۔ اس صورت میں تو میرے لئے اتنا کہنا کافی تھا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّیْ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ اٰبَائِیْ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ ذُرِّیَّاتِیْ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ اَحِبَّائِیْ یا اسی طرح اور دوستوں ہمسایوں اور تعلق رکھنے والے طبقہ کو شامل کرلوں۔ مگر خدا تعالیٰ کا یہ سکھانا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہو ہر انسان کو بتاتا ہے کہ دنیا کے کسی گوشہ میں بھی اگر کسی پر ہماری ربوبیت کی صفت ظاہر ہوتی ہے تو یہ تجھ پر احسان ہے جس کے لئے خدا کی حمد تجھ پر واجب ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی کوئی چیز دوسری چیزوں سے بے تعلق اور باقی چیزوں سے علیحدہ نہیں ہو سکتی بلکہ تمام مخلوقات خواہ وہ اس دنیا میں ہے یا اس سے باہر ذی روح

ہے یا غیر ذی روح جس پر خدا تعالیٰ کی صفت ربوبیت نازل ہوتی ہے' اور ماسواء اللہ کوئی چیز ایسی نہیں جو اس سے مستثنیٰ ہو اور اس کے بغیر زندہ اور قائم رہ سکے' وہ درحقیقت باقی تمام مخلوق کے لئے بہتری اور ترقی کے سامان اپنے اندر رکھتی ہے۔ یہ بظاہر ایک معمولی بات نظر آتی ہے۔ اور ظاہری نظر سے دیکھنے والا انسان اول تو اسکی صداقت میں بھی شبہ کرتا ہے لیکن اگر صحیح بھی سمجھ لے تو خیال کرتا ہے کہ میرا کام اس حد تک ختم ہو جاتا ہے کہ کہہ دوں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ ایک بہت بڑی سچائی ہے جس کے جاننے سے انسان کی ترقی وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اس سے کیا غرض کہ ہم سے اپنی حمد کرائے۔ اگر ایک حقیر بندہ یہ کہہ بھی دے کہ اللہ تعالیٰ سب تعریفوں کا مالک ہے تو اس سے اس کی کیا شان بڑھ جاتی ہے۔ یقیناً اس میں بھی ہمارا ہی فائدہ ہے کہ قرآن کریم کی ابتداء اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے کی گئی۔ وہ فائدہ کیا ہے ایک تو یہ کہ دنیا میں جتنی تباہیاں آتی ہیں ان میں سے ننانوے فیصدی بلکہ باقی ایک کا بھی بیشتر حصہ اس میں شامل ہے۔ وہ ساری مخفی اسباب سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور ایک نہایت ہی قلیل کسر جو باقی ایک کا اربواں حصہ بھی نہیں ایسا ہے جو ظاہری اسباب سے تعلق رکھتا ہے لیکن انسانی علم چونکہ محدود ہے' اس لئے وہ عام طور پر ظاہری اسباب پر ہی نظر رکھتا ہے اور باطنی کو بھلا دیتا ہے۔ اور اگر معلوم بھی کرلے تو اسے مشرکانہ رنگ میں اختیار کرلیتا ہے۔ ستاروں کی روشنی اور گردش کے اثر جب انسان پر پڑتے ہیں تو انہیں خدائی رنگ دے لیتا ہے۔ ان چیزوں کے متعلق اسے نامکمل سا علم حاصل ہے لیکن اس پر بھی وہ انہیں خدا تعالیٰ کا قائم مقام بنا دیتا ہے۔ حتیٰ کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص یہ کہتا ہے کہ ستاروں کی گردش سے بارش ہوتی ہے' وہ کافر ہے[2]۔ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ ستاروں میں بارش اتارنے کی طاقت ہے لیکن یہ نہیں جانتا کہ انہیں گردش دینے والی اور ہستی ہے۔ گویا اول تو وہ مخفی اسباب کی طرف توجہ ہی نہیں کرتا اور' اگر کرے بھی تو غلط رستہ پر پڑ جاتا ہے۔ اور بجائے اسکے کہ ان پر قابو پانے کی کوشش کرے' انہیں اپنا آقا قرار دے کر توحید میں نقص لے آتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مخفی اثرات کا دنیا کے نتائج میں حصہ بہت زیادہ ہے۔ دنیا کا کوئی فعل اور حرکت ایسی نہیں جو بے فائدہ ہو اور کوئی چیز ایسی نہیں جو دنیا کی عمارت سے وابستہ نہ ہو۔ بظاہر مشرقی کونہ کی اینٹ کا مغربی کونہ کی اینٹ سے کوئی تعلق نظر نہیں آتا لیکن اگر اسے نکال لو تو آہستہ آہستہ ساری عمارت گر جائے گی۔ ایک عظیم الشان عمارت میں کسی جگہ رخنہ ڈال دو اور پھر اسے بند نہ کرو تو وہ بڑھتے بڑھتے ساری عمارت کو خراب کردے گا۔ اور جس طرح گوشہ سے نکلی ہوئی ایک

اینٹ ساری عمارت کو خراب کر دیتی ہے اسی طرح کوئی مخلوق خواہ وہ کتنی چھوٹی اور غیر اہم کیوں نہ ہو' اس کی خرابی ساری دنیا کو خرابی کی طرف لے جاتی ہے۔ اور اگر ہم یہ سمجھ لیں کہ دنیا کی ساری مخلوق ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہے تو ہم کسی کے ساتھ کسی قسم کی برائی نہیں کر سکتے۔ جو انسان یہ سمجھتا ہے کہ امریکہ میں رہنے والی ایک مکھی کا بھی فائدہ اسے پہنچے گا تو کیا وہ حسد کر سکتا ہے کہ اس کے ہمسایہ کو فائدہ کیوں پہنچ گیا۔ ایسا کرنا تو گویا اپنے آپ سے حسد کرنے کے مترادف ہے۔ کیا کوئی شخص اس بات پر حسد کر سکتا ہے کہ میرا معدہ مقوی غذائیں کیوں ہضم کر لیتا ہے۔ یا میرے دماغ میں اچھے خیالات کیوں آتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ وہ سمجھتا ہے کہ ان میں نقص پیدا ہو گیا تو مجھے نقصان پہنچے گا۔ تصوف والے تیرہ سو سال میں جس بات کو مکمل طور پر معلوم نہیں کر سکے وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے ایک نکتہ میں ہے۔ تصوف والوں کا یہی کام تھا کہ وہ دنیا کو بتانا چاہتے تھے کہ دنیا کی ہر چیز میں باہم اتحاد ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ وہ عالم صغیر اور عالم کبیر کی بحثوں میں اسی وجہ سے پڑے ہوئے تھے کہ دراصل وہ بتانا چاہتے تھے۔ ہر انسان ایک عالم صغیر ہے اور عالم کبیر میں کوئی تغیّر ہو یہ اس سے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور وہ دنیا کے کسی تغیر سے مستثنٰی نہیں۔ حتیٰ کہ وہ اپنے اشدّ دشمن کی تباہی یا اس کے فائدہ سے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اگر یہ نکتہ صحیح ہے اور یقیناً صحیح ہے تو اپنے دشمن کے نقصان پر بھی ہمیں ایک رنگ میں افسوس اور اس کے فائدہ پر ایک رنگ میں خوشی ہونی چاہئے۔ کیونکہ اگر یہ نہ ہو تو ہم اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہیں کہہ سکتے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ وہ سارے جہانوں کا رب ہے اور ساری دنیا پر احسان کرتا ہے جس کے لئے ہم اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ لیکن جب اسی دنیا کے بعض اجزاء فرداً فرداً ہمارے سامنے آتے ہیں۔ اس وقت اگر ہم کہیں خدا نے فلاں پر احسان کر دیا یہ بڑا ظلم ہوا۔ تب تو یوں کہنا چاہئے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاَتَأَسَّفُ عَلَی اللّٰہِ یعنی میں اس کی حمد بھی کرتا ہوں لیکن اسکے لئے افسوس کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ اس نے میرے فلاں دشمن پر احسان کر دیا۔ لیکن ہم ایسا نہیں کہتے بلکہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہی کہتے ہیں۔ جس کے معنی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دنیا میں خدا تعالیٰ نے جس کسی پر بھی احسان کیا ہم اقرار کرتے ہیں کہ وہ احسان دراصل ہمارے اوپر ہی ہے۔ اس نکتہ کو مدنظر رکھتے ہوئے دیکھو کیا کوئی شخص کسی سے اندھا دھند مخالفت کر سکتا ہے اور کسی کا دشمن ہو سکتا ہے۔ اسی نکتہ کو اگر دنیا سمجھتی تو کبھی کسی نبی کا انکار نہ کرتی اور بھی بہت سے فوائد ہیں لیکن چونکہ میرے گلے میں اتنی تکلیف ہے کہ گھر سے آتے وقت میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ معذرت

کرکے خطبہ ختم کردوں گا اس لئے میں اس وقت زیادہ بیان نہیں کرسکتا۔ یہ اتنا وسیع مضمون ہے کہ اس پر کئی خطبات پڑھے جاسکتے ہیں۔ اور اگر دوست اس ایک نکتہ پر غور کریں تو وہ روحانیت کا اعلیٰ مقام جس پر اہل تصوف پہنچانا چاہتے ہیں' اس پر پہنچ سکتے ہیں۔

(الفضل ۲۴۔مارچ ۱۹۳۲ء)

---

[1] الفاتحة:۲